امام عبدالوہاب شعرانی: تصانیف اور نمایاں افکار کا تعارف

(*Abdul Wahāb Sha'rānī: An Introduction to* Writings and Important thoughts)

Dr. Saeed Ahmed Saeedi

Assistant Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore

Dr. Aijaz Ali Khoso

Assistant Professor, University of Sufism & Modern Sciences, Bhit Shah, Sindh

Abstract

This article presents a review of *Abdul Wahāb Sha'rānī's* spiritual, intellectual and innovative achievements along with a brief introduction of his potentials. It finds that *Sha'rānī* was one of the versatile personalities of Islamic history. He was *Imām* of *Sharī'ah* as well as *Tarīqah*; he removed the contradictions between *Sharī'ah* and *Tarīqah.* To him the real Sufism was to protect the body from the lusts, to purify the heart, to worship Allah Almighty with sincerity and to follow the path of the Prophet (ﷺ). He for the first time presented the theory of *Mīzān* for the unity of Muslim *Ummah*. He declared the differences between the *Imāms* of the different schools of jurisprudence as mercy. *Sha'rānī* didn't get lost in the colorfulness and charm of life, but make sincerity and divinity, constant struggle and trust in Allah as his motto. The sole purpose of his life was to gain the pleasure of God and the reformation and guidance of God's creatures. He clarified that all Islamic sciences were the means to reach God, not the goal itself.

Therefore, one should always keep in mind the attainment of the purpose of "Reaching Allah Almighty" through these sciences.

Key Words: *Abdul Wahāb Sha'rānī*, works, *Sharī'ah, Tarīqah, Mīzān*

تمہید

کبار اصحابِ علم، اپنے علمی مقام و مرتبے کے حوالے سے: وَ فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ[1] "ہر صاحبِ علم کے اوپر ایک اور علم والا موجود ہے" کا مظہر نظر آتے ہیں۔ علم سے استفادہ و استفاضہ ہر کوئی اپنے ظرف اور محنت کے مطابق کرتا ہے۔اس حوالے سے اصحابِ علم کے مقام و مرتبہ کو مندرجہ ذیل درجہ بندی کے ذریعہ سمجھا جاسکتا ہے:

1- بعض تو علم کے محافظ اور ناقل ہوتے ہیں جیسے عام محدثین، جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے فرمودات مبارکہ کو دیگر لوگوں سے روایت کیا اور انھیں اپنی قوتِ حافظہ اور کتابت کے ذریعے محفوظ رکھا۔

2- بعض نے احادیث نبویہ ﷺ کو یاد کرکے احکام اور غیر احکام والی احادیث مبارکہ کو الگ کیا، ان کے موازنہ اور صداقت کے لیے اُصول و قوانین مرتب کیے پھر اس معیار پر احادیث کو پرکھا اور قرآنی احکام سے موازنہ کیا، احکام کے حدود اور ابواب قائم کیے اور ہر حکم کو اس کے مناسب باب میں درج کیا۔ اسی کو فقہِ اسلامی کہا جاتا ہے ،جو اشرف العلوم[2] ہے۔ فقہِ اسلامی کو ترتیب و تہذیب دینے والے اصحابِ علم کو دیگر اربابِ علم پر وہی فضیلت حاصل ہے، جو آفتاب کو ستاروں پر۔

3- کچھ وہ اہلِ علم ہیں، جنھوں نے اپنے مقتدا کے اُصول و ضوابط کی پابندی کرتے ہوئے جزئیات کی تبیین اور احکام کی تفصیل بیان کرکے علمِ فقہ میں توسیع کی جیسے کسی نے امامِ اعظم ابوحنیفہ کے قائم کردہ اُصول کی پیروی کرتے ہوئے احکام کی جزئیات کے مابین تطبیق دی مثلاً ہدایہ، شرح وقایہ اور فتح القدیر کے مؤلفین۔ اور کسی نے امام شافعی کے دائرۂ تقلید میں رہ کر امام موصوف کے بیان کردہ قوانین کی بنا پر کثیر احکام کی جزئیات کی توضیح و تدلیل کا فریضہ سرانجام دیا، مثلاً فتاویٰ کبریٰ، فتاویٰ حدیثیہ اور بغیۃ المسترشدین کے مؤلفین۔ و قس علی ہذا۔

4- اصحابِ علم کی ایک اور منفرد قسم بھی ہے، لیکن اس نوع کے افراد بہت کم ہیں۔ ان کی شان یہ ہے کہ علومِ شرعیہ میں غایتِ تبحر کی وجہ سے ائمۂ مجتہدین کے اُصول و فروع پر ایسے حاوی ہیں کہ ہر مسئلہ کو خواہ وہ کسی مذہبِ فقہ سے تعلق رکھتا ہو۔ مجتہد کے قوانین کے مطابق اس طرح ثابت کردیتے ہیں کہ بادی النظر میں خود صاحبِ مذہب ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ یہ وہ حضرات ہیں جو جملہ ائمہ مجتہدین کی حقانیت اور صداقت کے زبانی اعتراف کو عملی جامہ بھی پہنا دیتے

---

[1] یوسف 12: 76۔

[2] شاہ ولی اللہ، المسوی شرح الموطا (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2002ء)، 1: 62۔

ہیں۔ جملہ ائمہ مجتہدین کے بر سرِ ہدایت ہونے کا اعتراف اور چیز ہے اور اس کا اثبات چیزے دیگر است۔[3] اصحابِ علم کی اس مؤخر الذکر نوع کے سردار اور سر گروہ امام عبدالوہاب شعرانی ؒ ہیں۔ اس مضمون میں آپ کی تصانیف اور نمایاں افکار کا تعارف پیش کیا جارہا ہے۔

ولادت اور ابتدائی تعلیم و تربیت

مجمع العلوم، امام عبدالوہاب شعرانی شریعت و طریقت کے یکتا امام، رسوخ علمی سے بہرہ ور اور اربابِ کشف و مشاہدہ کے آسمان کے درخشندہ ستارے تھے۔ آپ کی کنیت ابو المواہب ہے جب کہ صاحبزادے کی نسبت سے ابو عبدالرحمٰن کہلاتے تھے۔ آپ کے والدِ گرامی کا نام احمد بن علی ہے۔ حاجی خلیفہ نے دیگر القاب اور نسبتوں کے ساتھ "التلمسانی" کی نسبت کا بھی ذکر کیا ہے۔[4] امام شعرانی کے آبا و اجداد میں متعدد افراد کو حکومت و سلطنت کی نعمت عطا کی گئی تھی۔ امام عبدالوہاب شعرانی کی ولادت 898ھ/1493ء کو ابو شعرہ نامی بستی میں ہوئی۔[5] اسی کی نسبت سے آپ کو شعرانی یا شعراوی کہا جاتا ہے۔[6]

بچپن ہی میں والدین کا سایہ سر سے اُٹھ گیا تھا چنانچہ ایک یتیم بچے کی حیثیت سے پرورش پائی لیکن بایں ہمہ بے کسی اور حالتِ یتیمی میں بھی نصرت و حمایتِ الٰہی آپ کی دستگیری کرتی رہی، اور آپ جملہ قسم کی آفات و بلیّات سے محفوظ رہے۔[7] آٹھ سال کے تھے کہ قرآن پاک حفظ کر لیا۔ حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ آپ نے ابو شجاع اور اجرومیہ نامی کتب کو صرف سات آٹھ سال کی عمر میں حفظ کر لیا تھا۔ آپ 911ھ کے آغاز میں ہی ریف کے صحرائی علاقے سے مہاجرت اختیار کر کے مصر میں آگئے تھے۔ اُس وقت آپ کی عمر بارہ سال تھی۔ مصر میں پہنچ کر آپ نے ابوالعباس الغمری کے جامع میں اقامت اختیار کی۔ شیخ الجامع کے ساتھ ساتھ اُن کی اولاد بھی آپ پر حد درجہ مہربان تھی، جو خود کھاتے وہ انھیں بھی کھلاتے اور جو لباس خود زیبِ تن کرتے وہی انھیں بھی پہناتے، آپ نے وہاں رہ کر متونِ کتب اور اُن کی اصطلاحات نہ صرف یاد کیں بلکہ انھیں اپنے زمانے کے نامور اساتذہ کو پڑھ کر سنانے کا بھی شرف حاصل کیا۔

اساتذہ و مشائخ

امام شعرانی نے "الطبقات الکبریٰ" جلد دوم میں اپنے ستاسی (87) اساتذہ و مشائخ کا تذکرہ کیا ہے، جن سے آپ نے علمی و روحانی کسبِ فیض حاصل کیا ہے۔ ذیل میں اُن میں سے چند مشائخ و اساتذہ کے اسماء ذکر کیے جارہے ہیں جن سے آپ از حد متاثر ہوئے اور بہت زیادہ علمی و روحانی استفادہ و استفاضہ کیا:

---

[3] مولانا محمد حیات سنبھلی، مقدمہ مواہبِ رحمانی، مترجم؛ میزانِ شعرانی (کراچی: ایچ ایم سعید کمپنی، 1410ھ) 1: 45-47۔

[4] حاجی خلیفہ، کشف الظنون (کوئٹہ: مکتبہ فاروقیہ، س ن)، 5: 515۔

[5] عبدالوہاب الشعرانی، لواقح الانوار القدسیۃ (بیروت: دار صادر، س ن)، 5۔

[6] عبدالرؤف المناوی، طبقات کبریٰ، حاشیۃ از محمد ادیب الجادر (بیروت: دار صادر، س ن)، 3: 392۔

[7] المناوی، طبقات کبریٰ، 3: 392۔

1. **حضرت محمد المغربی الشاذلی:** آپ کا وصال تقریباً 913ھ میں ہوا اور آپ قرافہ میں مدفون ہوئے۔[8]
2. **شیخ محمد عنان:** آپ کا وصال 922ھ میں ہوا اور "جامع المقسم" میں آپ کو دفن کیا گیا۔[9]
3. **شیخ ابو العباس الغمری الواسطی:** آپ کا وصال 905ھ میں ہوا اور "جامع مصر" میں مدفون ہوئے۔[10]
4. **شیخ الاسلام شیخ زکریا الانصاری الخزرجی:** آپ کا وصال ذوالحج کے مہینہ میں 926ھ کو ہوا اور آپ کی تدفین آپ کی پیشین گوئی کے مطابق شیخ نجم الدین الخبوشانی کے پاس امام شافعی □ کے مقبرہ کے سامنے ہوئی، حالانکہ ظاہری طور پر یہ ممکن نہ تھا لیکن عارف باللہ کا قول غلط ثابت نہیں ہو سکتا۔[11]
5. **شیخ علی نبتیتی:** آپ کی وفات یومِ عرفہ کو 917ھ میں ہوئی اور آپ اپنے شہر میں مدفون ہوئے۔[12]
6. **شیخ نور الدین الشونی:** آپ 944ھ کو واصل بحق ہوئے اور آپ کو "مدرسۂ قادریہ" کے قریب قبرستان میں دفن کیا گیا۔[13]
7. **شیخ علی بن جمال النبتیتی:** آپ کا وصال تقریباً 900ھ میں ہوا اور آپ نبتیت میں ہی اپنی خانقاہ میں مدفون ہوئے۔
8. **شیخ ابو الحمائل محمد السروری:** 930ھ میں واصل بحق ہوئے اور اپنی خانقاہ (مصر) میں مدفون ہوئے۔

ذوقِ مطالعہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطالعۂ کتب کے اعلیٰ ذوق کے ساتھ ساتھ ذہنِ رسا سے بھی نوازا تھا۔ جو چیز ایک بار سُن لیتے، یاد ہو جاتی۔ ذوقِ مطالعہ کے ساتھ سرعتِ مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ ایک ہی رات میں ضخیم کتاب کا مطالعہ مکمل کر لیتے تھے۔ اگرچہ آپ کا ذوق اور میلانِ طبع تزکیہ و تصوف کی طرف تھا لیکن بایں ہمہ قرآن و سنت، فقہ و عقائد اور دیگر علومِ شرعیہ سے بھی خاصا شغف تھا۔ آپ نے ہر فن کی امہات الکتب کی کئی کئی جلدوں پر مشتمل ضخیم کتب کا متعدد بار مطالعہ کیا۔ مزید برآں امہات الکتب کے متون اس طرح حفظ کر لیے کہ ان کے متشابہات قرآن کریم کے متشابہات کی طرح ازبر تھے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ سینکڑوں کتب کے مطالعہ کے بعد شیخ الاسلام زکریا کی "**شرح الروض**" میرا مقصود و مطلوب بن گئی۔ اسی دوران مجھے شیخ احمد بہلول ملے اور بذریعہ کشف فرمایا کہ جتنا علم تو نے حاصل کر لیا ہے، کافی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ و مشغول ہو جاؤ۔

---

[8] الشعرانی، الطبقات الکبریٰ (مصر: مطبع عبدالحمید حنفی س ن)، 2: 549-553۔

[9] الشعرانی، الطبقات الکبریٰ، 2: 553-559۔

[10] الشعرانی، الطبقات الکبریٰ، 2: 559-560۔

[11] الشعرانی، الطبقات الکبریٰ، 2: 561-564۔

[12] الشعرانی، الطبقات الکبریٰ، 2: 565۔

[13] الشعرانی، الطبقات الکبریٰ، 2: 642-646۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کو قسّامِ ازل نے سرعت و وسعت مطالعہ کی نعمت بھی ارزانی فرمائی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد موضوعات خصوصاً شروح الحدیث، کتبِ تفاسیر، کتبِ لغت، کتبِ اصول و کلام، کتبِ فتاوٰی، کتبِ قواعد، کتبِ سیرت اور کتبِ تصوف جیسے موضوعات پر سینکڑوں کتب کا مطالعہ کیا۔

معمولات و مشاغل

مختلف علوم و فنون کی تحصیل کے بعد اپنے استاذ شیخ زکریا انصاری کے ایما پر آپ نے ساری عمر مطالعہ، تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں گزار دی۔ ہر کام کے لیے اوقات مقرر تھے۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لیے، ایک حصہ مریدین و متوسلین کی تربیت و تزکیہ کے لیے اور ایک حصہ تصنیف و تالیف کے لیے متعین و مختص تھا۔[14] آپ کی خانقاہ ہمہ وقت ذکر و فکر کی محافل سے آباد رہتی۔ ایک قاری تلاوت قرآن سے فارغ ہوتا تو دوسرا اس کی جگہ لے لیتا۔ دوسری جانب حدیث کی قراءت جاری ہوتی تیسری جانب کتب تصوف پڑھی جارہی ہوتی تھی جب کہ ایک حلقہ کتبِ فقہ پڑھنے میں مشغول ہوتا۔ الغرض دن رات تسلسل کے ساتھ آپ کی خانقاہ ذکر و فکر کی رحمتوں اور برکتوں سے معمور رہتی۔[15]

اتباعِ شریعت اور فقہ سے رغبت

آپ نے اپنی ساری عمر شریعتِ مطہرہ کی اتباع کرتے ہوئے گزاری اور اپنی تصانیف میں بھی جابجا اس امر پر زور دیا ہے۔ اگر کسی مسئلہ میں ائمہ مجتہدین کا اختلاف ہوتا تو آپ کی پوری کوشش ہوتی تھی کہ اُس فتویٰ پر عمل کریں جس پر ائمہ اربعہ یا کم از کم ائمہ ثلاثہ کا اتفاق ہو۔[16] آپ فرماتے:

دُوروا مع الشرع كيف كان لامع الكشف فإنه قد يخطيء[17]

ہر حال میں شریعت کے (رہنما اُصولوں) کے ساتھ چلو، کیونکہ محض کشف (پر اعتماد) میں بھی کبھی خطا ہو جاتی ہے۔

اگرچہ آپ کا میلانِ طبع تزکیہ و تصوف کی طرف تھا تاہم روحانی معاملات میں مصروفیت کے باوجود فقہ سے آپ کو نہایت زیادہ دلچسپی تھی۔ "المیزان الکبریٰ" کی تالیف کے وقت آپ نے سینکڑوں کتب (فقہ، حدیث، تفسیر، فتاویٰ، اُصول، لغات و معاجم اور دیگر متعدد (علوم و فنون سے متعلق) کا مطالعہ کیا۔[18] آپ دیگر اہلِ علم و فضل کو بھی کتبِ فقہ کے مطالعہ کی ترغیب دیتے۔ آپ کا ارشاد ہے: کتبِ فقہ کا بکثرت مطالعہ کرنا چاہیے، نام نہاد صوفیہ، تصوف کے راستے

---

[14] المناوی، طبقات کبریٰ، 3: 396۔

[15] الشعرانی، المنن الکبریٰ (بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1420ھ، 7۔

[16] الشعرانی، المنن الکبریٰ، 61۔

[17] الشعرانی، المنن الکبریٰ، 31۔

[18] الشعرانی، المیزان الکبریٰ (مصر: عیسیٰ البابی الحلبی، 1418ھ)، 1: 91-95۔

میں قدم زن ہوتے ہی فقہ کو حجاب سمجھتے ہوئے کتبِ فقہ کے مطالعہ سے روکنے لگ جاتے ہیں حالانکہ یہ بات سراسر جہالت پر مبنی ہے۔[19] امام شعرانی نے اپنی تمام عمر، شریعت و طریقت کی خدمت کرتے ہوئے 973ھ کو قاہرہ میں وصال فرمایا۔ آپ کی نمازِ جنازہ میں علماء، فقہا، امرا اور صوفیا و فقرا کا جمِ غفیر تھا۔ آپ اپنی خانقاہ میں (شہر کی دو فصیلوں کے درمیان) مدفون ہوئے۔[20]

جلالتِ علمی

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ فقہِ شافعی کی طرف منسوب اور اسی حوالے سے معروف ہیں لیکن آپ نے مذاہبِ اربعہ کی کتب کا مطالعہ کیا اور ان میں سے پہلے وہ مسائل الگ کیے جن پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے، پھر وہ مسائل جن پر ائمہ ثلاثہ متفق ہیں۔ اور امام شعرانی اُن مسائل پر عمل کرنے کو ترجیح دیتے تھے جن پر تمام ائمہ متفق ہیں۔ فرماتے ہیں:

مطالعتي لكتب أئمة المذاهب الثلاثة زيادة علي مذهبي، و ذلك لما تبحرت في مذهب الإمام الشافعي رضي الله عنه و أرضاه احتجت إلي معرفة المسائل المجمع علها بين الأئمة أو التي اتفق علها ثلاثة منهم، و ذلك لأجتنب العمل بما منعوه و أمتثل أمرهم فيما أمرونا به، و إن لم يكن مذهبي فاعمل بما اجمعوا عليه أو اتفق عليه ثلاثة منهم علي وجه الاعتناء والتاكيد أكثر مما انفرد به واحد أو إثنان، لأن ما أجمعوا عليه ملحق بنصوص الشارع صلي الله عليه وسلم[21]

میں نے اپنے مذہب (شافعی) کے علاوہ باقی تینوں مذاہب کی کتب کا مطالعہ کیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ جب مجھے مذہبِ شافعی میں تبحر حاصل ہو گیا تو میں نے ضروری سمجھا کہ ان مسائل سے واقفیت حاصل کروں جن پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے یا کم از کم ائمہ ثلاثہ کا۔ تاکہ مجھے ان کے اوامر کا امتثال اور ممنوعات سے اجتناب نصیب ہو اور حسبِ طاقت میرا ہر عمل ان کے ارشادات کے موافق ہو اور میرے کسی فعل میں ائمہ کی مخالفت لازم نہ آئے کیونکہ جن اُمور پر ائمۂ فقہ کا اجماع ہو گا وہ نصوصِ شارع سے ملحق ہو گا۔

امام شعرانی "لطائف المنن والاخلاق" میں بطور تحدیثِ نعمت رقم طراز ہیں:

و مما أنعم الله تبارك و تعالىٰ به علي: كثرة توجيهي و تقريري لجميع مذاهب المجتهدين حين تبحرت في علومهم، حتي كأني في حال تقريري لها واحد منهم، و

---

[19] المناوی، طبقات کبریٰ،3: 396۔

[20] المناوی، طبقات کبریٰ،3: 396۔

[21] الشعرانی، المنن الکبریٰ، 71۔

ربما ظن الداخل علي أنا أقرر في مذهب ذلك الامام أنني حنفي أو حنبلي أو مالكي، والحال أنني مقلد للإمام الشافعي رضي الله عنه و أرضاه، و ذلك لإحاطتي بمنازع أقوال الأئمة رضي الله تعالي عنهم و اطلاعي علي أدلتها، و ربما قال بعض المتهورين عني إن فلانا لا يتقيد بمذهب علي وجه الذم والتنقيص والحال أنني إنما أقرر مذاهب الأئمة لوسع اطلاعي، لا تهوّراً في الدين و تتبعا للرخص، و أصل ذلك أني لما صنفت كتب أدلة المذاهب، رأيت جميع المجتهدين لا يخرجون عن السنة في شيء، إنما هم بين مشدد و مخفف، فمنهم من أخذ بصريح الحديث أو القرآن، و منهم من أخذ بمفهومهما، و منهم من أخذ بما استنبط منهما، و منهم من أخذ بما استنبط من ذلك المفهوم، و منهم من أخذ بالقياس الصحيح علي الأصل الصحيح فكأن مذاهبهم رضي الله تعالي عنهم منسوجة من الشريعة المطهرة، سداها ولحمتها منها۔ وقد وضعت في الجمع بين أقوال الأئمة رضي الله تعاليٰ عنهم أجمعين ميزاناً ترجع جميع مذاهب المجتهدين و أقوال مقلديهم إلي الشريعة المطهرة، لم أجد لها ذائقا من أهل عصري وقد استعارها الشيخ شهاب الدين شلبي الحنفي، فكمثت عنده أياما ثم أتاني بها، و قال: هذه خصوصية لك، فاني لم أقدر أخرج عن دائرة كلام مذهبي، فقلت له: هل هي باطلة، فقال: صولة كلامها ليست بصولة مبطل[22]

اور منجملہ اُن انعامات کے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کیے (ایک یہ ہے) کہ جب ائمہ مجتہدین کے مذاہبِ فقہ میں مجھے تبحر حاصل ہو گیا تو اُن جملہ مذاہبِ فقہ کی توجیہات اور تقاریر اس طرح کرتا تھا کہ توجیہ و تقریر کے وقت اُن مجتہدین میں سے ایک سمجھا جاتا تھا اور اگر کوئی حنفی مذہب کی توجیہ و تقریر کرتے وقت آتا تو مجھے حنفی سمجھتا۔ اسی طرح مذہبِ حنبلی کی تقریر کے وقت حنبلی اور مذہبِ مالکی کی توجیہ و توضیح کے وقت مجھے مالکی سمجھا جاتا۔ حالانکہ میں امام شافعی کا مقلد ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں جمیع ائمہ مجتہدین کے اقوال کے مناشی اور اُصول سے پورے طور پر واقف ہو گیا ہوں اور ان کے تمام دلائل کا احاطہ کر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض دریدہ دہنوں نے میرے بارے میں یہ بہتان باندھا کہ یہ کسی خاص مذہبِ فقہ کا پابند نہیں ہے۔ حالانکہ میں توسعت معلومات کی وجہ سے ایسا کرتا تھا۔ دراصل بات یہ ہے کہ جب میں نے ادلۂ مذاہب کی کتب تالیف کیں تو مجھے معلوم ہوا کہ کوئی مجتہد کسی امر میں سنتِ رسول ﷺ سے باہر نہیں ہے، بلکہ تمام ائمۂ مجتہدین تشدید و تخفیف

---

[22] الشعرانی، المنن الکبریٰ، 72۔

(عزیمت و رخصت) کے بین بین ہیں کیونکہ کسی مجتہد نے صریح قرآن و حدیث کو لے لیا۔ کسی نے ان دونوں کے مفہوم کو، کسی نے ان دونوں سے مستنبط و مستفاد ہونے والے امر کو، کسی نے قرآن و سنت کے مفاہیم سے مستنبط ہونے والے امر کو اور کسی نے اصل صحیح پر مبنی قیاس صحیح کو اختیار کیا۔ الحاصل تمام ائمۂ مجتہدین کے مذاہبِ فقہ شریعتِ مطہرہ سے بنے ہوئے ہیں اس طرح کہ ان سب کا تانا بانا شریعت سے ہے۔ اور تمام ائمہ کے اقوال جمع کرنے میں مَیں نے ایک میزان قائم کی ہے جو تمام مجتہدین و مقلدین کے اقوال کو شریعتِ مطہرہ کی طرف لوٹا دیتی ہے۔ میں نے اپنے زمانے میں کسی صاحبِ علم کو اس سے دل بستہ نہ پایا۔ شیخ شہاب الدین شبلی حنفی ایک مرتبہ اسے عاریۃً لے گئے۔ چند روز تک مطالعہ کرنے کے بعد میرے پاس لائے اور کہنے لگے کہ یہ آپ ہی کی خصوصیت ہے۔ ورنہ میں تو اپنے مذہبِ فقہ کے دائرہ سے باہر گفت گو نہیں کر سکتا۔ میں نے اُن سے پوچھا تو کیا یہ باطل ہے؟ فرمانے لگے اس کی صولتِ علمی باطل جیسی نہیں ہے۔

عصری احوال پر نظر اور تصنیفی خدمات

امام عبدالوہاب شعرانی ایک ایسے فقیہ، صوفی، محدث اور صاحبِ کشف بزرگ ہیں، جن کی جلالتِ علمی، صوفیانہ اخلاص، محدثانہ اسلوب اور روحانی مقام کا کوئی بھی منکر نہیں ہے۔ جو اپنے زمانے کے احوال سے واقف نہ ہو اُسے جاہل کہا جاتا ہے۔ امام شعرانی کا زمانہ (899ھ- 973ھ) علمی اور روحانی حوالے سے نہایت معروف زمانہ ہے جس میں قرآن، حدیث، فقہ، علمِ کلام، تصوف اور دیگر علوم و فنون کے صاحبِ کمال موجود تھے، لیکن ان اربابِ علم کی کہکشاں میں اپنے کمال کا لوہا منوانا یقینا "کارے دارد" کا مصداق ہے، لیکن اس کے باوجود امام شعرانی نے ان موضوعات پر بیسیوں کتب تالیف کیں، جن پر اُن سے پہلے کسی نے قلم نہیں اُٹھایا تھا، اور حق ادا کر دیا۔ ذیل میں ہم موضوعات کے اعتبار سے چند اہم کتب کا تذکرہ کریں گے۔

قرآن و حدیث

امام شعرانی تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ و سَیر، اُصول و عقائد، تزکیہ و تصوف، نحو و بلاغت اور دیگر متعدد علوم میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ تصوف و تزکیہ چونکہ انسانی زندگی کا حاصل ہے، سارے علوم سے آگاہی کا مقصد وصول الی اللہ ہے۔ اس لیے جملہ علوم **إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓاءُ**[23] کے مصداق اگر خشیتِ الٰہی جل شانہٗ کا موجب ہیں تو درست ورنہ علم غیر نافع قرار پائیں گے، جن سے ختمی مرتبت ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام شعرانی نے اپنی نظر اصلِ مقصود پر رکھتے ہوئے تصوف و تزکیہ پر زیادہ کتب تصنیف کی ہیں۔ بہر حال قرآن و سنت کے متعلق آپ کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

---

[23] فاطر 35 :28۔

- **علامات الخذلان علي من لم يعمل بالقرآن** : اس کتاب میں قرآن کریم کی تعلیمات سے روگردانی کرنے والوں کا انجام بیان کیا گیا ہے۔
- **مشارق الأنوار القدسية في بيان العهود المحمدية صلي الله عليه وسلم**:اس کتاب میں ترغیب وترہیب سے متعلق احادیث مبارکہ کو جمع کیا گیا ہے۔
- **البدر المنير في غريب أحاديث البشير النذير صلي الله عليه وسلم** :اس کتاب میں غریب احادیث کا ذخیرہ اکٹھا کر دیا ہے۔

فقہ وشریعت

امام عبدالوہاب شعرانی نے اپنی متعدد تالیفات میں اس کرب کا اظہار کیا ہے کہ ہر مذہب فقہ کے مقلّدین، دوسرے مذہبِ فقہ کو غلط ثابت کرتے ہیں حالانکہ یہ محض تعصب اور قلّتِ فہم کی علامت ہے۔ کیونکہ جملہ مذاہبِ فقہ سرچشمۂ شریعت سے نکلنے والی نہریں ہیں۔ جس طرح ہتھیلی اور انگلیوں میں کوئی مغائرت نہیں اسی طرح مذاہبِ فقہ اور شریعت میں بھی کوئی مغائرت نہیں ہے۔ نیز آپ نے اپنی دیگر تالیفاتِ فقہیہ میں بالعموم اور "المیزان الکبریٰ" میں بالخصوص یہ امر واضح کیا کہ کسی بھی امامِ مجتہد کا کوئی بھی قول شریعتِ مطہرہ سے باہر نہیں ہے بلکہ شریعت کے دو پہلوؤں، رخصت وعزیمت میں سے کسی نہ کسی پر ضرور منطبق ہوتا ہے۔آپ نے "المیزان الکبریٰ" میں اپنا نظریۂ تطبیق نہ صرف پیش کیا ہے بلکہ اُسے عملاً ثابت بھی کیا ہے، نیز شافعی المذہب ہونے کے باوجود جملہ ائمۂ فقہ کے فضائل بالعموم اور امام ابو حنیفہ کے فضائل و محامد کا بالخصوص تذکرہ اور اعتراف کیا ہے اور دیگر ائمۂ فقہ کے ساتھ امام ابو حنیفہ اور ان کے نام ور تلامذہ و مقلدین کو بھی قول بالرائے سے بری قرار دیا ہے۔ نیز آپ نے تمام ائمہ مجتہدین کے دلائل وبراہین کو قرآن وسنت سے ماخوذ ومستفاد قرار دیا ہے۔آپ کی چند فقہی تالیفات کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

- **كشف الغمة عن جميع الأمة في الحديث** : اس کتاب میں مذاہبِ اربعہ کے دلائل جمع کر دیے ہیں۔
- **المنهج المبين في بيان أدلة المجتهدين**:اس میں کشف الغمۃ میں مذاہبِ اربعہ کی بیان کردہ احادیث کی تخریج ہے، جن سے ائمہ مجتہدین نے استدلال کیا ہے۔
- **مقتحم الأكباد في بيان موارد الاجتهاد**:اس میں اجتہاد کے موارد کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔
- **الاقتباس في علم القياس**: قیاس سے متعلق اُمور پر بحث کی گئی ہے۔
- **الميزان الكبريٰ الشعرانية المدخلة لجميع أقوال الأئمة المجتهدين و مقلديهم في الشريعة المحمديةِ صلي الله عليه وسلم ۔**
- **الأجوبة المرضية عن أئمة الفقهاء والصوفية** :اس کتاب میں امام شعرانی نے شریعت و طریقت (فقہاء و صوفیہ) کے مابین مغائرت کے باطل ہونے کے حوالے سے دلائل دیے ہیں۔

تزکیہ و تصوف

امام عبدالوہاب شعرانی اگرچہ علمی اعتبار سے ہمہ جہت شخصیت ہیں تاہم آپ صوفی ہونے کے حوالے سے زیادہ معروف ہیں اور امام غزالی کی طرح تصوف ہی کو "وصول الی اللہ" کا واحد ذریعہ سمجھتے ہیں۔ آپ نے نہ صرف راہِ تصوف کو "وصول الی اللہ" کا محفوظ ترین طریق قرار دیا ہے بلکہ تصوف پر ہونے والے اعتراضات کا علمی محاکمہ کرکے دلائل و براہین سے اُن کا کامل رد بھی کیا ہے۔ نیز شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے نظریات کا بھرپور دفاع بھی کیا ہے۔ تزکیہ و تصوف کے موضوع پر آپ کی اہم تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

- الأخلاق الزكية والعلوم اللدنية
- الأخلاق المتبولية المفاضة من الحضرة المحمدية صلي الله عليه وسلم
- الأنوار القدسية في معرفة آداب العبودية
- البحر المورود في المواثيق والعهود
- البروق الخواطف
- الجوهر المصؤن والسّر المرقوم فيما تنتجه الخلوة من الأسرار والعلوم
- الجواهر والدرر
- تنبيه الأغبياء علي قطرة من بحر علوم الأولياء
- تنبيه المغترين في القرن العاشر علي ما خالفوا فيه سلفهم الطاهر
- حقوق أخوة الاسلام
- حد الحسام علي من أوجب العمل بالإلهام
- الدرر واللمع في الصدق والورع
- ردع الفقراء عن دعوي الولاية الكبري
- إرشاد المغفلين من الفقهاء والفقراء إلي شروط صحبة الأمراء
- السرّ المرقوم فيما اختص به أهل الله من العلوم
- سرّ المسير والتزود ليوم المصير
- التتبع والفحص علي حكم الإلهام إذا خالف النص
- طبقات الصوفية
- الطبقات الكبري
- طهارة الجسم والفؤاد من سوء الظن بالله تعاليٰ والعباد
- الفتح المبين في ذكر جملة من أسرار الدين
- القول المبين في بيان آداب الطالبين
- القول المبين في الرد علي الشيخ محي الدين رحمه الله
- القواعد الكشفية الموضحات لمعاني الصفات الإلٰهية
- لوامح الأنوار القدسية المنتخب من الفتوحات المكية
- لطائف المنن والأخلاق (یہ المنن الکبریٰ کے نام سے معروف ہے)
- لواقح الأنوار في طبقات السادة الأخيار

- النور الفارق بين المريد الصادق و غير الصادق
- هادي الحائرين إلي رسوم أخلاق العارفين
- الكبريت الأحمر في علوم الشيخ الأكبر رحمة الله عليه
- المنهج المبين في اخلاق العارفين
- منهج الصدق والتحقيق في تفليس غالب المدعين للطريق

اُصول و عقائد

امام عبدالوہاب شعرانی نے اُصول و عقائد کی بیسیوں کتابیں اپنے دور کے نام ور مشاہیر کو پڑھ کر سنائیں۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اپنے دور کے بہت بڑے اُصولی اور علمِ عقائد کے متبحر عالم تھے۔ذیل میں اس حوالے سے اس حوالے سے آپ کی چند تصانیف کا ذکر کیا جاتا ہے:

- **منهاج الوصول إلي علم الأصول:** اُصولِ فقہ سے متعلقہ مباحث پر مشتمل نہایت وقیع اضافہ ہے۔
- **الطراز الابهج علي خطبة المنهج**
- **مختصر المدونه في فروع المالكية** : فقہ مالکی کی فروع کے حوالے سے مستند دستاویز ہے۔
- **شرح جمع الجوامع للسبكي في الفروع**
- **منع الموانع**
- **مختصر قواعد الزركشي**
- **فرائد القلائد في علم العقائد** : علمِ عقائد سے متعلقہ مباحث پر مشتمل ہے۔
- **اليواقيت والجواهر في بيان عقائد الأكابر** :اس کتاب میں امام شعرانی نے اُن تمام علوم و اسرار کو جمع کیا ہے جو انھوں نے اپنے مرشد شیخ علی خواص سے سُنے ہیں۔
- **كشف الحجاب والرأن عن وجه اسئلة الجآنّ** :اس کتاب میں ستر سے زائد ان سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے جو جنات نے آپ سے توحید کے بارے میں پوچھے تھے۔
- **درر الغواص في فتاوي سيد علي خواص رحمه الله** : جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس میں حضرت علی خواص کے فتاویٰ کو یکجا کر دیا ہے۔

فضائل و سَیر

امام شعرانی نے فضائل و سَیر میں بھی قابل قدر کام کیا ہے۔اس سلسلہ میں طبقاتِ شعرانی خاصی معروف کتاب ہے۔ فضائل و سَیر کے حوالے سے آپ کی تالیفات مندرجہ ذیل ہیں:

- **الطبقات الكبرىٰ** :اس کتاب میں آپ نے حضرت ابو بکر صدیق سے لے کر اپنے دور کے مشائخ و علما تک کے جملہ بڑی ہستیوں کا تذکرہ اکٹھا کر دیا ہے۔
- **طبقات الصوفية**: اس کتاب میں کبار صوفیہ کی سیرت، فضائل اور عقائد بیان کیے گئے ہیں۔
- **فتح الوهاب في فضائل الآل والأصحاب** :اس کتاب میں اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام کے فضائل و مناقب بیان کیے گئے ہیں۔

علمِ نحو

امام شعرانی نے دیگر علومِ متداولہ کی طرح علمِ نحو میں بھی درک حاصل کیا۔ ہر علم کو کیسے نفع بخش بنایا جاتا ہے؟ یہ اُستاذِ کامل کا کام ہے۔ امام شعرانی نے شیخ عالم مقدسی کے حوالے سے "المنن الکبریٰ" میں رقم کیا ہے کہ وہ اپنے مریدین کو علمِ نحو کے ذریعے بارگاہِ الوہیت تک رسائی دلاتے تھے۔[24] علمِ نحو سے متعلق آپ کی اہم کتب مندرجہ ذیل ہیں:

- **مختصر الألفية لابن مالك في النحو** :"الفیہ ابن مالک" کا علمِ نحو میں جو مقام ہے، اہلِ علم اس سے خوب واقف ہیں، آپ نے اپنی اس کتاب میں اُس کا اختصار کیا ہے۔
- **المقدمة النحوية في علوم العربية**۔[25]

نمایاں افکار کا تعارف

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الأنبیا و المرسلین ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کی حفاظت کے لیے ہر عہد میں ایسے رجالِ کار پیدا فرمائے جن کے بروقت اجتہادی و تجدیدی اور اصلاحی و دعوتی کارناموں نے دینِ اسلام کی حقانیت ثابت کرکے باطل قوتوں کو ہمیشہ شہ مات دی ہے،اور اسے ہر دور میں قابلِ عمل قرار دیا ہے۔امام عبد الوہاب شعرانی ایسے ہی رجال کار میں سے ہیں، جن کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے، تجدید، اصلاح اور احیائے دین کے لیے فرمایا تھا۔
آپ رحمۃاللہ علیہ کے چند تفردات درج ذیل ہیں:

1۔امام عبد الوہاب شعرانی نے مذاہبِ فقہ کے مابین تطبیق و توفیق کی کامیاب اور عدیم النظیر کوشش کی۔ چنانچہ آپ "المیزان الکبریٰ" کے مقدمہ میں حمد و صلوٰۃ کے بعد فرماتے ہیں: یہ کتاب (المیزان الکبری) ایک نہایت نفیس میزان ہے جس میں میرا مقصود ایسے مضامین کا لانا ہے جن میں اصحابِ اجتہاد اور ان کے مقلّدین کے مختلف اقوال کو اُن کے

---

[24] الشعرانی، المنن الکبریٰ، 87۔

[25] امام شعرانی کی تالیفات کی تفصیل مندرجہ ذیل کتب میں ملاحظہ کیجیے: ہدیۃ العارفین، 1: 641-642۔؛ المنن الکبریٰ، 72-73۔؛ کشف الظنون، 5: 515-516۔؛ معجم المؤلفین، 6: 218-219۔

دلائل کے ساتھ اس طرح پیش کیا جائے کہ ان میں ذرا بھی تعارض نہ رہے اور وہ سارے ایک ہی سلسلہ کی مختلف کڑیاں معلوم ہوں اور میرا یہ قصد ایسا نادر ہے کہ مجھ سے پہلے کسی نے کسی زمانہ میں اس پر قلم نہیں اُٹھایا۔[26]

2۔امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ شافعی پر عمل پیرا ہونے کے باوجود فقہ حنفی کا دفاع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حسّی مثالوں کے ذریعے سے یہ امر واضح کیا کہ تمام مذاہبِ فقہ، چشمۂ شریعت کبٰری سے نکلنے والی نہریں ہیں۔ آپ کو مشاہدہ کرایا گیا کہ ائمہ اربعہ میں سے سب سے زیادہ لمبی نہر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے مذہبِ فقہ کی ہے۔ جس طرح مذہبِ حنفی کی بنیاد تمام مذاہبِ مدونہ سے پہلے قائم ہوئی ہے اسی طرح اس کا اختتام بھی سب سے آخر میں ہوگا اور اہلِ کشف بھی یہی کہتے ہیں۔[27] امام شعرانی نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "المیزان الکبریٰ" میں متعدد مقامات پر امام ابوحنیفہؒ کی علمی جلالت، روحانی مقام اور کثرتِ ورع کا جابجا تذکرہ کیا ہے اور نہایت صوفیانہ اخلاص اور وسعتِ ظرفی کے ساتھ آپ کے مقام و مرتبہ کا اعتراف کیا ہے۔ امام ابو جعفر شیزاماری، شقیق بلخی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے: **كان الإمام ابوحنيفة من أورع الناس و أعلم النّاس و أعبد الناس و أكرم الناس و أكثرهم احتياطاً في الدين و أبعدهم عن القول بالرأي في دين الله عزّوجل**[28] "امام ابو حنیفہ سب سے زیادہ صاحبِ ورع، صاحبِ علم، عبادت گزار، قابلِ عزت تھے اور سب سے زیادہ دین میں احتیاط کرنے والے اور اللہ کے دین میں قول بالرائے سے سب سے زیادہ دور تھے۔"

امام ابو حنیفہؒ کی علمی و روحانی جلالت کے اعتراف کی طرف آپ کی طرف منسوب فقہِ حنفی کے دیگر مذاہبِ فقہ کے مابین مقام و مرتبے کو امام عبدالوہاب شعرانی نے نہایت مسکت دلائل وبرائین کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ باوجودیکہ امام شعرانی، شافعی المذہب ہیں لیکن جس دیانت دارانہ وسعتِ ظرفی کا آپ نے ثبوت دیا ہے، یقیناً وہ دورِ حاضر میں فرقہ وارانہ اور بین المسالک تنگ نظریوں کی موجودگی میں مشعلِ راہ ہے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ جو شخص امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی تحقیق و تفتیش کرے گا تو اُسے فقہِ حنفی میں دیگر مذاہبِ فقہ کی بہ نسبت زیادہ احتیاط نظر آئے گی، اور جو اس نکتۂ نظر کے خلاف ہے، وہ متعصب جاہلوں میں سے ہے جو اپنی بیمار ذہنیت کے سبب ائمۂ ہدایت کا انکار کرتے ہیں حالانکہ امام اعظم (امام ابو حنیفہؒ) کا دامن اس قسم کی آلائشوں سے پاک اور بری ہے۔ فرماتے ہیں: **بل هو إمام عظيم متبع إلي انقراض المذاهب كلّها كما أخبرني به بعض أهل الكشف الصحيح و أتباعُه لن يزالوا في ازدياد كلّما**

[26] الشعرانی، المیزان الکبریٰ، 1: 7۔

[27] الشعرانی، المیزان الکبریٰ، 1: 38۔

[28] الشعرانی، المیزان الکبریٰ، 1: 86-87۔

تقارب الزمان و في مزید اعتقاد في اقواله و أقوالِ اتباعه[29]"بلکہ آپ (امام ابو حنیفہ ایسے جلیل القدر امام ہیں جن (کے مذہبِ فقہ) کی پیروی تمام مذاہب فقہ کے ختم ہونے کے بعد بھی جاری رہے گی جیسا کہ مجھے اصحابِ کشف صحیح نے خبر دی ہے۔ اور زمانہ کے دراز ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے پیروکاروں کی تعداد بھی بڑھتی چلی جائے گی اور آپ اور آپ کے اتباع کے اقوال پر (لوگوں کا) اعتقاد بھی فزوں تر ہوتا چلا جائے گا۔"

امام شعرانی نے نہایت وضاحت کے ساتھ اس تلخ حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ مقلدین و متبعین اپنے اپنے امام کی ایسی طرف داری کرتے ہیں جس سے امام ابو حنیفہؒ کی توہین لازم آتی ہے اور یہی تعصب ہے۔ فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں جس نے بھی طعن و اعتراض کیا ہے، حس (عقل) اُس کی تصدیق نہیں کرتی۔ بحمد اللہ میں نے اپنی کتاب "ادلۃ المذاہب" کی تالیف کے وقت آپ کے اور آپ کے اصحاب کے تمام اقوال کا اچھی طرح تتبع کیا ہے۔ چنانچہ میں نے آپ کا اور آپ کے اتباع کا ہر قول یا تو کسی آیت سے مستنبط پایا یا کسی حدیث سے، کسی اثر سے ماخوذ پایا یا اس کے مفہوم سے، کثرتِ طرق والی ضعیف حدیث سے اخذ کردہ پایا یا اصل صحیح پر مبنی قیاس صحیح سے۔[30]

3۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف یہ کہ نظریہ میزان پیش کیا بلکہ فقہ کے جملہ ابواب میں اختلافی مباحث میں تطبیق کرکے رہنمائی بھی فرمائی۔ اس پر آپ کی تصنیف "المیزان الکبریٰ" شاہدِ عادل ہے۔

4۔ اللہ تعالیٰ نے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کو الہام اور مکاشفہ کے انعامات سے نوازا تھا۔ آپ صاحبِ اسرار بھی تھے۔ باطنی کیفیات اور مخفی حقائق پہچاننے کا خاص ملکہ حاصل تھا۔ نیز آپ قبور میں ہونے والے عذاب و ثواب کا بھی مشاہدہ کر لیتے تھے۔ اور جب آپ اولیاے کرام کے مزارات پر حاضری دیتے تھے تو اس طرح معاملہ کرتے تھے جیسے زندہ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا اُن کے ساتھ یہ حسنِ ادب اس وجہ سے ہوتا ہے کہ میں اُن کی زیارت کر رہا ہوتا ہوں۔

5۔ انسانوں کے علاوہ جنات بھی راہنمائی کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے، فرماتے ہیں:

> **و من جملة ما وقع لي من الجنّ أنهم ارسلوا لي نحو خمسة و سبعين سئوالاً في علم التوحيد لأكتب لهم عليها و قالوا قد عجز علماؤنا عن الجواب عنها و قالوا هذا التحقيق لا يكون إلا من علماء الإنس و سموّني في السؤال شيخ الإسلام**[31]
>
> دیگر جملہ انعاماتِ الٰہیہ کی طرح جو ذاتِ باری تعالیٰ نے میرے اوپر فرمائے ایک یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ جنوں کی ایک جماعت نے علمِ توحید کے متعلق میرے پاس پچھتّر سوالات بھیجے کہ میں ان کا جواب لکھوں اور کہا کہ ہمارے (جن) علما ان کے جوابات سے عاجز آچکے ہیں اور اب حقیقت تک

---

[29] الشعرانی، المیزان الکبریٰ، 1: 89۔

[30] الشعرانی، المیزان الکبریٰ، 1: 78۔

[31] الشعرانی، المیزان الکبریٰ، 284۔

رسائی علمائے انس کے علاوہ کسی کے بس کی بات نہیں ہے اور اس سوالنامے میں انھوں نے مجھے شیخ الاسلام کے خطاب سے ملقب کیا۔

6۔امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ رخصت کی بجائے عزیمت پر عمل پیرا ہوتے تھے۔آپ فرماتے ہیں کہ میں حتی الوسع تفتیش و تحقیق کے بعد کھانا کھاتا تھا۔ میں نے شریعت کی دی ہوئی رخصت کی بجائے عزیمت پر عمل کیا اور وہ اس حالت پر قائم رہنے پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے روحانی حالت کو ترقی دی تو:

فاني كنت فيما مضي أنظر إلي اليد المالكة له والآن أنظر إلي لونه و رائحته أو طعمه فأدرك للحلال رائحة طيبة و للحرام رائحة خبيثة و للشبهات رائحة دون الحرام في الخبث فأترك ذلك عند هذه العلامات، فأغناني ذلك عن النظر إلي صاحب اليد و لم أعول عليه فللّٰه الحمد علي ذلك، فلما انتهي سيري إلي هذه الحدود وقفت بعين قلبي علي عين الشريعة المطهرة التي يتفرّع منها قول كل عالم، و رأيت لكل عالم جدولا منها و رأيتها كلها شرعاً محضاً، و علمت و تحققت أن كل مجتهد مصيب كشفاً و يقيناً لا ظناً و تخميناً، و أنه ليس مذهب أولي بالشريعة من مذهب۔[32]

اب پہلے مرتبہ کی نسبت یہ فرق ہے کہ پہلے میں اُس چیز کے مالک کا قبضہ دیکھتا تھا اور اب صرف اُس چیز کی بو، رنگت یا ذائقہ سے حقیقتِ حال کا ادراک کرلیتا ہوں۔ حلال کی خوشبو نہایت پاکیزہ جب کہ حرام نہایت بدبودار ہوتا ہے، جب کہ مشتبہ چیز حرام سے کم بدبودار ہوتی ہے تو اب محض یہ علامات دیکھ کر ممنوع چیز چھوڑ دیتا ہوں اب مجھے مالک کے احوال اور اس کے کسب میں غور کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن مجھے اس پر اعتماد نہیں۔ اس لیے کہ یہ اسی کا فضل ہے اور وہی قابلِ تعریف ہے۔ جب میں ان مراتب تک پہنچ گیا تو اُس وقت میں نے دل کی آنکھ سے شریعتِ مطہرہ کے اُس سرچشمہ کو دیکھا، جہاں سے ہر عالم کا قول متفرع ہوا ہے اور ہر عالم کے لیے وہاں ایک چھوٹی جدول بنی ہوئی ہے۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ تمام علما کے اقوال خالص شریعت ہی ہیں اور ہر مجتہد حق تک پہنچنے والا ہے اور یہ اعتقاد کشف اور یقین پر مبنی ہے نہ کہ ظن و تخمین پر۔ اور یہ کہ کوئی مذہبِ فقہ، دوسرے مذہبِ فقہ کی بہ نسبت زیادہ قریب نہیں ہے۔

آپ نے یہ بھی مشاہدہ فرمایا کہ شریعت کے سرچشمہ سے جاری ہونے والی مختلف جداول میں سے اُن ائمہ کی ندیاں بھی ہیں جن کے مذاہب پرانے ہوگئے ہیں لیکن وہ خشک ہو کر پتھر بن گئی ہیں اور ائمہ اربعہ کے مذاہب کی نہروں کے علاوہ میں نے کوئی نہر جاری نہ دیکھی تو میں نے اس کی یہ تاویل کی کہ یہ مذاہبِ فقہ قیامت تک باقی رہیں گے۔آپ فرماتے ہیں کہ جب

[32] الشعرانی، المیزان الکبریٰ،1: 27-28۔

میں 947ھ میں حج کرنے گیا تو حجرِ اسود کے پاس میزاب کعبہ کے نیچے از دیادِ علم کا اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو کسی کہنے والے کو فضا میں یہ کہتے ہوئے سنا:

أما يكفيك أنا اعطيناك ميزانا تقرربها سائر اقوال المجتهدين و أتباعهم إلي يوم القيامة لا تري لها ذائقا من أهل عصرك؟ فقلت حسبي واستزيد ربي[33]

کیا تیرے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ ہم نے تجھے ایسا میزان عطا کیا کہ جس کے ذریعے تمام مجتہدین اور قیامت تک آنے والے اُن کے اتباع کے تمام اقوال کو (حق) ثابت کر سکتے ہو۔ لیکن یہ میزان تیرے معاصرین کے مذاق کے خلاف ہوگا تو میں نے عرض کیا کہ میرے لیے یہ کافی ہے، لیکن میں اپنے پروردگار سے مزید انعامات کا خواستگار ہوں۔

7۔امام شعرانی رحمۃاللہ علیہ مشکوٰۃ نبوت سے استفادہ کے شرف سے بھی بہرہ ور تھے۔آپؒ کا یہ دستور تھا کہ جب آپ تلاوتِ قرآن کریم، قراءتِ حدیث یا درس وتدریس میں مشغول ہوتے یا کسی شخص سے بات کرنا ضروری سمجھتے تو ادب کے پیش نظر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے ان کلمات کے ساتھ اجازت طلب کرتے: **دستور یا رب، دستور یا رسول الله صلي الله عليه وسلم**[34] "یا اللہ، یا رسول اللہ ﷺ! اجازت ہو تو فلاں شخص سے بات کرلوں"۔اسی طرح جب بیٹھے بیٹھے تھک جاتے اور پاؤں دراز کرنے کی ضرورت ہوتی تو "**دستور یااللہ**" کہہ کر اجازت مانگتے اور پاؤں پھیلا لیتے۔اسی طرح مدینہ منورہ کی طرف پاؤں پسارنے کی حاجت ہوتی تو "**دستور یا سید المرسلینﷺ**"

امام شعرانی کو بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں خصوصی قرب حاصل تھا۔ فرماتے ہیں: مجھے آقا حضور ﷺ کو صحیح بخاری شریف سنانے کا شرف حاصل ہے اس خصوصی درسِ حدیث میں میرے سمیت آٹھ ساتھی شامل تھے، جن میں ایک حنفی بھی تھا۔[35] امام شعرانیؒ کو اگر کسی معاملے میں تردد ہوتا تو براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے مشاورت کر لیتے، فرماتے ہیں:

فإني إن لم أجد ذلك الفعل موافقاً للشريعة و لم يظهر لي موافقته لها ولا للعرف توقفت عن العمل به و ربما أشاور رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم فيه فيلقي الله تعاليٰ في قلبي الانشراح للفعل او الترك[36]

---

[33] الشعرانی، المیزان الکبریٰ، 1: 28۔

[34] الشعرانی، المیزان الکبریٰ، 1: 28۔

[35] انور شاہ کشمیری، فیض الباری شرح صحیح بخاری (انڈیا: مجلس علمی 1938ء)، 1: 204۔

[36] الشعرانی، المنن الکبریٰ، 80۔

اور اگر میں اُس فعل کو شریعت کے موافق نہ پاؤں اور میرے سامنے اُس کے موافقِ شرع یا موافقِ عرف ہونے کی حقیقت واضح نہ ہو تو میں اُس کام کے کرنے سے توقف کرلیتا ہوں اور بسااوقات میں اس کام کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے مشاورت کرلیتا ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں انشراح صدر عطافرمادیتا ہے۔

8۔امام شعرانی رحمۃاللہ علیہ صوفی فقیہ تھے۔ شریعت و طریقت باہم دگر اس طرح مربوط اور لازم و ملزوم ہیں جس طرح جسم اور روح۔ اور ان دونوں کے درمیان درحقیقت کوئی مغائرت نہیں ہے۔ تزکیہ واحسان اور تصوف و سلوک دراصل فرائض نبوت،[37] تلاوتِ آیات، تزکیۂ قلوب، تعلیم کتاب اور تعلیمِ حکمت میں سے ایک اہم فریضہ ہے، جس کا انکار کتابِ الٰہی کے انکار کے مترادف ہے۔ اور کامل وہ نہیں جو یک رُخا ہو بلکہ کامل وہ ہوگا جو شریعت و طریقت کا جامع ہو۔[38] اسی حقیقت کی طرف امام مالکؒ بن انس نے اشارہ کیا ہے: **من تفقه و لم يتصوف فقد تفسّق، و من تصوّف و لم يتفقه فقد تزندق و من جمع بينهما فقد تحقق**[39]"جو فقہ کا علم حاصل کرے لیکن تصوف کا حاصل نہ کرے یقیناً وہ فاسق ہوا، اور جس نے تصوف کا علم حاصل کیا اور فقہ کا علم حاصل نہ کیا وہ بلاشبہ زندیق ہوا اور جو ان دونوں کا جامع ہو یقیناً وہ حقیقت آشنا ہوگیا۔"

9۔علمِ طریقت میں آپ کے مربی واستاد شیخ محمد شناویؒ اور حضرت علی خواصؒ تھے[40] حضرت علی خواصؒ سے بہت زیادہ استفادہ کیا۔ فقہ و تصوف میں اکثر ان کے ملفوظات کا حوالہ دیتے ہیں۔ مزید برآں حضرت علی خواص کے شیخ طریقت، حضرت ابراہیم المبتولیؒ اور اپنے برادرِ طریقت شیخ افضل الدینؒ سے بھی اکتسابِ فیض کیا۔[41] امام شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ ابھی میں بالغ نہیں ہوا تھا کہ میرے نزدیک سونا اور مٹی برابر تھے بلکہ مٹی کی طرف زیادہ میلانِ طبع تھا۔۔۔اب میری یہ حالت ہے کہ اگر آسمان سونا برسائے اور لوگ اُس کے ٹکڑے چننے میں لگے ہوں پھر بھی میں روزِ محشر حساب کتاب

---

[37] فرائض نبوت کا تذکرہ مندرجہ ذیل آیت میں ہے: **هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ** (الجمعہ 62 :2)

[38] الشعرانی، المنن الکبریٰ، 63۔

[39] ملا علی القاری، مرقاۃ المفاتیح (بیروت: دارالکتب العلمیۃ، 1422ھ)، 1: 478۔

[40] الشعرانی، المنن الکبریٰ، 622-623۔

[41] الشعرانی، المنن الکبریٰ، 622۔

کے ڈر سے اپنی جگہ سے نہیں ہلوں گا[42] اور جو لوگ تصوف و سلوک کے نام پر ہدایا اور عطیات لیتے ہیں آپ نے اُن سے اظہارِ براءت کیا ہے۔ الغرض آپ سادگی، بے نفسی اور قناعت پسندی کا مرقع تھے۔[43]

خلاصۂ بحث

امام شعرانی نہ صرف ایک متبحر عالم، فقیہ اور محدث تھے بلکہ درجہ کمال تک پہنچے ہوئے صاحب کشف و مشاہدہ صوفی بھی تھے۔ آپ کو بارگاہِ ربوبیت اور بارگاہِ رسالت کا خصوصی قرب حاصل تھا۔ یہ مقام اسی صاحبِ ایمان کو حاصل ہو سکتا ہے جو اپنے جسم کو شہواتِ نفسانیہ سے بچائے، دل کا تزکیہ کرے، اخلاص کے ساتھ رب تعالیٰ کی بندگی بجالائے اور اتباعِ نبوی ﷺ کو لازم پکڑے اور یہی اصل تصوف ہے۔ امام شعرانی رحمۃاللہ علیہ جیسے رجال کار، زندگی کی رنگینی و دلفریبی میں کھو نہیں جاتے بلکہ اخلاص وللّٰہیت، جہدِ مسلسل اور توکل علی اللہ کو اپنا شعار بنا لیتے ہیں۔ ان کی زندگی کا اولین مقصد رضائے الٰہی اور مخلوقِ خدا کی اصلاح و رہنمائی ہوا کرتا ہے اور یہی حیاتِ جاودانی کا راز بھی ہے، جو امام شعرانی جیسے بطلِ عظیم کی حیاتِ مسعود سے مترشح ہوتا ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے اپنے دور کے احوال کے مطابق جس جس شعبے میں کام کی ضرورت محسوس کی، اُس موضوع پر قلم اُٹھایا۔ شریعت و طریقت کے مابین مغائرت کو دور کیا، مذاہبِ فقہ کے ائمہ کے مابین اختلافات کو رحمت قرار دیا اور اُن میں تطبیق دے کر اجتماعی فقہ کی تدوین کے امکان کو عملی شکل دے دی، تصوف اور صوفیہ پر ہونے والے اعتراضات کا علمی محاکمہ کر کے اسلامی و غیر اسلامی تصوف میں فرق واضح کیا۔ اُصول و عقائد میں پائے جانے والے غلو کے خاتمہ کے لیے بھی قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں۔ آل و اصحاب کے مابین افراط و تفریط ختم کرنے کے لیے بھی اپنا فرض ادا کیا۔ نیز جملہ علوم کا مقصود و مطلوب واضح کیا کہ یہ وصول الی اللہ کا ذریعہ و وسیلہ ہیں نہ کہ اصل منزل۔ اس لیے ان علوم کے ذریعے "وصول الی اللہ" کے حصول کو ہی پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

---

[42] الشعرانی، المنن الکبریٰ، 104-105۔

[43] الشعرانی، المنن الکبریٰ، 105۔